جنگ کے دوران غیر مقاتلین پر حملے کی ممانعت اسلامی قانون کی روشنی میں

مولانا ڈاکٹر محمد زبیر اشرف عثمانی

(دوسرا وآخری حصہ)

جنگ میں عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت ہے:

اس لیے دوران جہاد اسلام کی اخلاقیات میں سے ایک اہم اصول یہ ہے: **لایقتل الامن یقاتل**...... یعنی صرف ان کو ہی قتل کیا جائے جو تم سے جنگ کریں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد میں یہ روایت نقل کی ہے:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان امرأۃ فی بعض مغازی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقتولۃ فانکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل النساء والصبیان" (رواہ البخاری، کتاب الجہاد، باب قتل الصبیان فی الحرب: ۳۰۱۴)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں، فرماتے ہیں کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض غزوات میں مقتولہ پائی گئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کے قتل کو برا جانا۔''

بخاری شریف کی ہی ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔

"رجعت امرأۃ مقتولۃ فی بعض مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فنھی رسول اللہ عن قتل النساء والصبیان" (رواہ البخاری: ۳۰۱۵)

ترجمہ: ''ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض غزوات میں مقتول پائی گئی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بچوں کو قتل سے منع فرمایا۔''

صاحب البحر الرائق علامہ ابن نجیمؒ فرماتے ہیں:

"(قولہ: وقتل امرأۃ وغیر مکلف و شیخ فان وأعمی ومعقد الا أن یکون أحدھم اذا رأی فی

الحرب أو ملِكاً) ای نُهينا عن قتل هؤلاء لأن المبيح للقتل عندنا هو الحراب ولا يتحقق منهم ولهذا لا يُقتل يابس الشق، والم قطوع اليمين، والمقطوع ولهذا لا يقتل يابس الشق، والم قطوع اليمين، والمقطوع يده ورجله من خلاف، والراهب الذی لم يقاتل وأهل الكنائس الذين لا يخالطون الناس......وأمّ اذا كان لأحدهم رأی فی الحرب أو كان ملكا فقد يتعدی ضرره الی العباد ولا يقتل من قاتل دفعا لشره ولأن القتال مبيح حقيقة وغير المكلف شامل للصبی، والمجنون غير أنهما يقتلان ما داما، يقاتلان وغيرهما لا بأس بقتله بعد الأسر (البحر الرائق، كتاب السير ۸۴/۵ دارالكتاب الاسلامی)

ترجمہ: ''اورصاحب کنز الدقائق کا قول: اورعورت، غیر مکلف، شیخ فانی، اندھے اوراپاہج کے قتل (سے منع کیا گیا ہے) الایہ کہ ان میں سے کوئی لڑائی میں رائے رکھنے والا یا بادشاہ ہو، یعنی ہمیں ان افراد کے قتل سے منع کیا گیا ہے، اس لیے کہ ہمارے نزدیک قتل کو مباح کرنے والی چیز لڑائی ہے اور لڑائی ان کی طرف سے ثابت نہیں ہوتی، اسی وجہ سے ایسا شخص جس کی ایک جانب خشک ہوگئی ہو اور دایاں ہاتھ کٹا ہوا اور ایک ہاتھ اور پاؤں خلاف جانب سے کٹا ہوا ہو اور وہ راہب جو قتال نہ کرے اور کنیسہ والے جو لوگوں سے نہ ملتے ہوں ان کو قتل نہیں کیا جائے گا البتہ اگر ان میں سے کوئی لڑائی میں رائے رکھتا ہو یا بادشاہ ہو تو اس کا ضرر بندوں تک متعدی ہوتا ہے، اور اس شخص کو بھی قتل نہیں کیا جائے گا جس نے اپنی ذات سے کسی شر کو دور کرنے کے لیے قتال کیا، اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ کسی کو قتل کرنے کی اجازت اس صورت میں ہے جب اس کی طرف سے بھی قتل حقیقی معنی کے اعتبار سے پایا جائے اور غیر مکلف میں بچہ اور مجنون بھی شامل ہے لیکن ان سے اس وقت قتال کیا جائے گا جب تک وہ قتال کرتے رہیں گے اور ان دونوں کے علاوہ کو قید کرنے کے بعد قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

اور صاحب بدائع الصنائع علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں:

"وأما بيان من يحل قتله من الكفرة ومن لا يحل، فنقول: الحال لا يخلو اما أن يكون حال القتال، أو حال ما بعد الفراغ من القتال، وهی ما بعد الأخذ والأسر، أما حال القتال فلا يحل فيها قتل امرأة ولا صبی، ولا شيخ فان، ولا مقعد، ولا يابس الشق، ولا أعمی، ولا مقطوع اليد والرجل من خلاف، ولا مقطوع اليد المينی، ولا معتوهٍ، ولا راهب فی صومعة،ولا سائح فی الجبال لا يخالط الناس، وقوم فی دار أو كنيسة تَرَهَّبُوْا وطَبَقَ عليهم الباب...... ولو قاتل واحد منهم قتل، وكذا لو حرَّضَ علی القتال، أو دلَّ علی عورات

المسلمين، أو كان الكفرة ينتفعون برأية، أو كان مطاعا، وان كان امرأة أو صغيراً لوجود القتال من حيث المعنى......ولو قُتِلَ واحدٌ ممن ذكرنا أنه لا يحل قتله فلا شيء فيه من دية ولا كفارة، الا التوبة والاستغفارُ......واما حال ما بعد الفراغ من القتال، وهي مابعد الأسر والاخذ، فكل من لا يحل قتله في حال القتال لا يحل قتله بعد الفراغ من القتال، وكل من يحل قتله في حال القتال اذا قاتل حقيقة أو معنى، يباح قتله بعد الأخذ والأسر الا الصبيَّ، والمتوه الذى لا يعقل، فانه يباح قتلهما في حال القتال اذا قاتلا حقيقة ومعنى، ولا يباح قتلهما بعد الفراغ من القتال اذا أُسرا، وان قتلا جماعة من المسلمين في القتال، لأن القتل بعد الأسر بطريق العقوبة، وهما ليسا من أهل العقوبة"(بدائع الصنائع، كتاب السير، فصل في بيان من يحل قتله من الكفرة ومن لا يحل ۷/۱۰۱ دارالكتاب العلمية)

ترجمہ:"اور بہرحال کفار میں سے ان لوگوں کا بیان جن کو قتل کرنا جائز ہے اور جن کو قتل کرنا جائز نہیں ہے، تو ہم کہتے ہیں کہ حالت یا تو قتل کی ہوگی یا قتال سے فراغت کے بعد قید کی حالت ہوگی، بہرحال قتال کی حالت تو اس میں عورت، بچہ، شیخ فانی، اپاہج، ایسا شخص جس کی ایک جانب سوکھ گئی ہو، اندھا، خلاف جانب سے ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا، دایاں ہاتھ کٹا ہوا، کم عقل، بت خانہ میں راہب، پہاڑوں میں چلے جانے والا جو لوگوں سے نہ ملتا ہو، اور گھر یا کنیسہ میں جماعت جس نے رہبانیت اختیار کرلی ہو اور دروازہ بند ہوگیا ہو ان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر ان میں سے کسی نے قتال کیا تو قتل کیا جائے گا، اسی طرح اگر قتال پر ابھارا یا مسلمانوں کی خفیہ چیزوں کی طرف رہنمائی کی یا کفار اس کی رائے سے فائدہ حاصل کررہے ہوں یا اس کی اطاعت کی جاتی ہو تو ان کو قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ عورت یا چھوٹا بچہ ہو، کیوں کہ معنی کے اعتبار سے قتال پایا جارہا ہے۔ اور وہ افراد جن کا ہم نے ذکر کیا جن سے قتال کرنا جائز نہیں ہے اگر ان میں سے کسی کو قتل کردیا گیا تو صرف توبہ واستغفار ہے کوئی کفارہ یا دیت نہیں ہے۔

اور بہرحال قتال کے بعد کی قیدی بنالینے کی حالت تو جس شخص کا حالت قتال میں قتل کرنا جائز نہیں ہے اس کا قتال سے فراغت کے بعد بھی قتل کرنا جائز نہیں ہے اور ہر وہ شخص جس نے حقیقۃً یا معنیً قتال کیا ہو تو اس کو جس طرح قتال کی حالت میں قتل کرنا جائز ہے اسی طرح اس کا قتال سے فراغت کے بعد بھی قید کی حالت میں بھی قتل کرنا جائز ہے لیکن بچے اور بے عقل نے اگر حالت قتال میں حقیقۃً یا معنیً قتال کیا ہو تو اس حالت میں ان کا قتل کرنا مباح ہے البتہ قیدی بنالیے جانے کے بعد ان کا قتل مباح نہیں ہے اگرچہ انہوں نے لڑائی میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قتل کیا ہو، اس لئے کہ قیدی بنالینے کے بعد ان کو قتل کرنا سزا کے طور پر ہوتا ہے اور وہ ان لوگوں میں سے نہیں میں جن کو سزا دی جائے۔"

عورتیں اور بچے اگر مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شریک ہوں:

یہ تمام عبارات وہ ہیں جن میں دوران جنگ عورتوں، بچوں، معذوروں، بوڑھوں وغیرہ کو قتل نہ کرنے کے احکام ذکر کئے گئے ہیں جبکہ یہ جنگ میں حصہ نہ لے رہے ہوں، اگر ان میں سے کوئی جنگ میں حصہ لے رہا ہو خواہ جسمانی طور پر لے رہا ہو یا کسی بھی طرح کے کام میں شریک ہو کر ان کی معاونت کر رہا ہو، تو ایسی صورت میں ان کو شرعاً قتل کرنے کی اجازت ہے، جیسا کہ ابن قدامہؒ نے لکھا ہے:

"ومن قاتل ممن ذکرناهم جمیعهم جاز قتله، لان النبی صلی الله علیه وسلم قتل یوم قریظة امراة القت رحی علی محمود بن مسلمة" (سیرة ابن هشام ۲/۲۴۲ وسیرة حلبیه ۲/ ۶۶۸)

ترجمہ:۔ ''اور اگر مذکورہ لوگوں میں سے کسی نے قتال میں حصہ لیا، تو ان کو قتل کرنا جائز ہے، کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے دن ایک عورت کو قتل کیا، جس نے محمود بن مسلمہ کے اوپر چکی پھینکی تھی۔''

امام ابن قدامہؒ نے خرقی کے قول پر تعلیق کرتے ہوئے فرمایا:

"و من قاتل من هؤلاء ای الصبیان او النساء او المشائخ او الرهبان فی المعرکة قتلوا، فقال فی شرحه: لانعلم فیه خلافاً و هذا قال الاوزعی، و الثوری، واللیث، والشافعی، وابوثور، و اصحاب الرأی، و قد جاء عن ابن عباس قال: مر النبی صلی الله علیه وسلم بامراة مقتولة یوم الخندق فقال: من قتل هذه؟ قال رجل: انا یا رسول الله، قال ولم؟ نازعتنی سیفی، قال فسکت" (مسند احمد ۳۳۱۶)

"و لان النبی صلی الله علیه وسلم وقف علی امراة مقتولة فقال "مالها قُتِلَتْ، و هی لاتقاتل" و هذا یدل علی انه انما نهی عن قتل المرأة اذا لم تقاتل و لان هؤلاء انما لم یقتلوا لأنهم فی العادة لا یقاتلون انتهی" (المغنی لابن قدامة ج ۱۳، ص ۱۷۹، ۱۸۰)

ترجمہ:۔ ''اور اگر ان میں سے کسی نے یعنی بچوں، عورتوں یا مشائخ، یا رھبان میں سے کسی نے معرکہ میں قتال کیا تو وہ قتل کئے جائیں گے پھر اس کی شرح میں لکھا ہے، ہمیں اس بارے میں کسی کے خلاف کا علم نہیں، اور یہ ہی امام اوزاعی، ثوری، لیث، شافعی، ابوثور اور اصحاب الرای کا فرمانا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن ایک مقتول عورت کے پاس سے گذرے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کس نے قتل کیا؟ تو ایک صاحب نے کہا کہ میں نے یارسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں قتل کیا، اس نے میری تلوار کھینچی تھی، راوی فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقتول عورت کے پاس کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا، اس کو کیوں قتل کیا گیا، حالانکہ اس نے تو قتال میں حصہ نہیں لیا؟!

یہ جملہ بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو قتل کرنے سے منع کیا جبکہ وہ قتال میں حصہ نہ لے، اس لئے کہ عادۃً ان کے قتال میں حصہ نہ لینے کی وجہ سے ان کو قتل نہیں کیا جاتا۔

جنگ کے دوران اسلام کے زریں اصولوں کی پابندی لازمی ہے:

ان تمام عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے اور شریعت کی تعلیمات پر غور کرنے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ عین جنگ کے دوران بھی شریعت نے ضوابط اور قواعد مقرر فرمائے ہیں اور تمام لوگوں کو اخلاقیات کا پابند بنایا ہے، یہ ایسے زریں اور رہنما اصول ہیں جن سے اسلام کی حقانیت کھل کر سامنے آجاتی ہے، اسی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلام میں جنگ مال و دولت کے حصول، جاہ طلبی، نمود و نمائش کے لئے نہیں بلکہ ایک عظیم مقصد کے لئے ہے۔

جب یہ بات ہے تو پھر آج کل ہم جس معاشرہ میں ہیں ہمیں اس بات کا لازمی طور پر پابند ہونا پڑے گا کہ ہم اسلام کی دی گئی تعلیمات کی مکمل پابندی کریں اور اپنے طرز عمل سے یہ ثابت کریں کہ مسلمان ایک پرامن قوم ہے، ہمارے کسی طرز عمل سے اسلام اور نہ ہی اہل اسلام کو کوئی گزند پہنچنی چاہیے۔

کتابیات:

۱۔ القرآن الکریم

۲۔ البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ابن نجیم (الشیخ العلامہ زین الدین بن ابراھیم) بیروت، دار الکتب العلمیہ۔

۳۔ بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، الکاسانی (العلامۃ علاء الدین ابوبکر الکاسانی) بیروت، لبنان

۴۔ الرد المحتار علی الدر المختار، ابن عابدین، محمد امین بن عمر الدمشقی، دار الفکر، بیروت

۵۔ تفسیر ابن کثیر، الامام جلال الدین ابی الفداء اسماعیل بن کثیر الدمشقی، دار طیبۃ للنشر والتوزیع

۶۔ فقہ الجھاد، شیخ یوسف القرضاوی

۷۔ صحیح البخاری، بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ البخاری الجعفی، دار طوق النجاۃ

۸۔ معارف القرآن، مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ، ادارۃ المعارف کراچی

۹۔ مسند احمد، ابو عبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی، مؤسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۲۱ھ

☆☆☆